حدیث کا درایتی معیار

(داخلی فہم حدیث)

(۳)

مولانا محمد تقی صاحب امینی ناظم دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

مزید اخذ و استنباط مذکورہ تصریحات کی روشنی میں مزید اخذ و استنباط اس طرح کیا جا سکتا ہے۔

اصل بنیادی قوتیں دو ہیں :

(۱) نورانی (غیر مادی) اور (۲) مادی۔ ان قوتوں کو ہم نفسیاتی بنیادیں کہیں گے۔ نورانی کو "انسانی" اور مادی کو "حیوانی" سے تعبیر کریں گے۔

"انسانی" قدرتی عطیہ ہے اور انسان کے لئے خاص ہے۔ جبکہ "حیوانی" اجزائے ترکیبی کے خواص سے نکلتی اور انسان و حیوان میں مشترک ہے۔ تقدیم و تاخیر کے لحاظ سے ان دونوں میں فرق ہے۔ پہلے حیوانی پیدا ہوئی پھر انسانی عطا کی گئی۔ رسول اللہ نے فرمایا :

ان اللہ خلق خلقتہ فی ظلمۃ فالقی علیھم من نورہ فمن اصابہ من ذلک النور اھتدی ومن اخطأہ ضل[1]

اللہ نے مخلوق کو (حیوانی بنیادوں کی) تاریکی میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جس شخص نے اس نور سے حصہ کو حاصل کیا اس نے ہدایت پائی اور جس نے حاصل نہیں کیا وہ گمراہ ہوا۔

---

[1] احمد، ترمذی، مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر

نفسیاتی بنیادوں کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے | "انسانی" بنیادوں کی لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا بلکہ یکسانیت ہوتی ہے کیونکہ قدرتی عطیہ میں فرق کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا البتہ کیفی لحاظ سے اس طرح فرق کیا جاسکتا ہے کہ کسی کے "شاکلہ" میں یہ بنیاد اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور کسی میں ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ یہ فرق مختلف لوگوں میں انسانی بنیاد کے مختلف مظاہر سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن حیوانی بنیاد کا سرچشمہ چونکہ اجزائے ترکیبی کے خواص ہیں .... اس بنا پر جس طرح ہر شخص کے اجزائے ترکیبی کے یہ "خواص" یکساں نہیں ہوتے بلکہ زمین، فضا اور آب وہوا وغیرہ کی وجہ سے ان میں کافی اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ان خواص سے نکلنے والی بنیادوں اور ان کے اثرات میں کسی لحاظ سے بھی یکسانیت نہیں ہوتی بلکہ سختی، نرمی، کثافت و لطافت وغیرہ کے لحاظ سے ان میں کافی فرق ہوتا ہے۔ سردست اس فرق کو ہم قوت وضعف سے تعبیر کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:

ان اللہ خلق آدم من قبضۃ قبضہا من جمیع الارض فجاء بنو آدم علی قدر الارض منہم الاحمر والابیض والاسود وبین ذلک والسہل والحزن والخبیث والطیب[1]	اللہ نے آدم کو ایک مٹھی بھر مٹی سے پیدا کیا جس کو زمین کے ہر حصہ سے لیا۔ اسی کے لحاظ سے سرخ، سفید، سیاہ اور اس کے درمیان لوگ پیدا ہوئے اور اسی کے لحاظ سے نرم، سخت، نیک طینت اور بدطینت لوگ پیدا ہوئے۔

امتزاج کے بعد ان میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے | یہ بنیادیں انفرادی حیثیت میں سادہ اور سلجھی ہوئی ہیں لیکن اجتماعی حیثیت میں نہایت پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ "شاکلہ" کی تیاری میں ان کی جس انداز اور جس مقدار کی آمیزش ہوتی اسی کے لحاظ سے اوصاف وخصائص کی لیاقت

---

[1] احمد و ترمذی۔ ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر

پیدا ہوتی ہے۔ رسول اللہ نے اوصاف و خصائص کے لحاظ سے انسان کے مختلف طبقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) بعض کو جلد غصہ آتا اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا۔
(۲) بعض کو دیر میں غصہ آتا اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا۔
(۳) بعض کو دیر میں غصہ آتا اور جلد ٹھنڈا ہوتا۔
(۴) بعض کو جلد غصہ آتا اور دیر میں ٹھنڈا ہوتا۔

اسی طرح آپ نے حق کے مطالبہ اور قرض کی ادائیگی میں تفاوت کا ذکر کیا۔
(۱) بعض قرض کی ادائیگی میں اچھے اور اپنا مطالبہ کرنے میں بُرے ہوتے ہیں۔
(۲) بعض ادائیگی میں برے اور مطالبہ میں اچھے ہوتے ہیں۔
(۳) بعض ادائیگی میں اچھے اور اپنا مطالبہ کرنے میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔
(۴) بعض ادائیگی میں بُرے اور مطالبہ میں بھی بُرے ہوتے ہیں [۱]

امتزاج کے بعد شاکلہ کی بیشار قسمیں وجود میں آتی ہیں

نفسیاتی بنیادوں کے باہمی امتزاج کے بعد قوت و استعداد کے لحاظ سے "شاکلہ" کی بیشمار قسمیں وجود میں آتی اور اس لحاظ سے انسان کی بیشمار قسمیں بنتی ہیں لیکن ہر ایک میں خیر و شر یا سعادت و شقاوت کی قوت بہر حال موجود رہتی ہے۔
رسول اللہ نے فرمایا:

ما استخلف خلیفة الا له بطانتان بطانة تامره بالخیر و تحضه علیه و بطانة تامره بالشر و تحضه علیه [۲]

کوئی شخص خلیفہ نہیں بنایا جاتا مگر یہ کہ اس کے دو "راز دار" ہوتے ہیں ایک "راز دار" خیر و بھلائی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا راز دار شر اور برائی کا حکم دیتا اور اس پر ابھارتا ہے۔

---

[۱] ترمذی و مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف
[۲] بخاری ج ۲ کتاب القدر باب المعصوم من عصم اللہ

یہ دو "راز دار" سعادت وشقاوت کی قوت ہیں جن کے درجات کے لحاظ سے بیشمار قسمیں وجود میں آتی ہیں ان میں چند بڑی قسمیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے بقیہ کو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

ابتدائی دو بڑی قسمیں "شاکلہ" کی ابتدائی دو بڑی قسمیں یہ ہیں:

(۱) وہ جس کی انسانی وحیوانی بنیادوں کے درمیان نزاع وکشمکش ہو یعنی ہر ایک اپنی اپنی جگہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو اور حیوانی بنیاد اپنے تقاضہ کو دبا کر انسانی بنیاد کی طرف مائل نہ ہو۔

(۲) وہ جس کی انسانی اور حیوانی بنیادوں کے درمیان نزاع وکشمکش نہ ہو یعنی انسانی بنیاد اپنے اندر کچھ نرم گوشہ رکھتی ہو اور حیوانی بنیاد اپنے تقاضہ کو دبا کر انسانی بنیاد کی طرف مائل ہو۔

آگے ہم پہلی کو نزاع وکشمکش والی شکل قرار دیں گے اور دوسری کو مصالحت والی شکل کہیں گے۔

ہر ایک کی چار بڑی شکلیں نزاع وکشمکش کی چار بڑی شکلیں یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

مصالحت کی بھی یہی چار بڑی شکلیں ہیں:

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۳) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

مصالحت کی شکلوں میں اندرونی حالت نسبتہً پرسکون رہتی اور نزاع وکشمکش میں اضطراب

و بے چین رہتی ہے۔ اصلاح و تزکیہ کی ضرورت بہرحال دونوں کو ہوتی ہے۔ البتہ مصالحت میں اطاعت و فرمانبرداری کی نمود زیادہ اور جلدی ہوتی جبکہ نزاع و کشمکش میں مقابلۃً کم اور دیر میں ہوتی ہے۔

انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی خواص

اب مختصر طور پر انسانی اور حیوانی بنیادوں کے انفرادی و اجتماعی خواص ذکر کئے جاتے ہیں۔

انفرادی خواص یہ ہیں:

(۱) جس شاکلہ میں انسانی بنیاد "اعلیٰ" ہوتی اس میں اعلیٰ درجہ کے کمالات اور بلند مرتبہ احوال و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔

(۲) جس شاکلہ میں انسانی بنیاد ادنیٰ ہوتی اس میں معمولی درجہ کے کمالات اور احوال و مقامات کی صلاحیت ہوتی ہے۔

(۳) جس شاکلہ میں حیوانی بنیاد قوی ہوتی اس میں شوکت و سطوت اور غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کی اعلیٰ صلاحیت ہوتی ہے۔

(۴) جس شاکلہ میں حیوانی بنیاد ضعیف ہوتی اس میں غلبہ و اقتدار وغیرہ کی معمولی صلاحیت ہوتی ہے۔

نزاع و کشمکش والی چار شکلوں کے خواص و اثرات

انسانی اور حیوانی بنیادوں کے امتزاج کے بعد نزاع و کشمکش والی چار شکلوں کے خواص و اثرات یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے عزم و ہمت میں پختگی و بلندی پیدا ہوتی۔ اونچے درجہ کے کاموں پر نظر ہوتی اور اعلیٰ درجہ کے مناصب و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔ اس شاکلہ کے لوگ اگرچہ بہت کم پائے جاتے لیکن جو ہوتے ہیں وہ سردار و مقتدا بنتے اور بہت لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں۔

(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور حیوانی بنیاد سے عزم و ہمت میں پختگی ہوتی ہے لیکن زیادہ بلند

نہیں پائی جاتی جس کی بنا پر اعلیٰ درجہ کے کاموں پر نظر نہیں ہوتی ۔ البتہ حمیت وغیرت اور بہادری وجانبازی وغیرہ صفتوں کی جن کاموں میں ضرورت ہوتی وہ بخوبی انجام پا سکتے ہیں ۔ اس "شاکلہ" کے لوگ نسبتہً زیادہ ہوتے ہیں لیکن سپہ گری و میدان جنگ وغیرہ کے زیادہ اہل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد سے عزم وہمت میں تنگی والے کاموں سے بے رغبتی ہوتی اور اگر موقع ملا تو اعلیٰ انسانی بنیاد کے اثر سے رضاء الٰہی کی خاطر ترک دنیا پر آمادگی ہوجاتی ہے۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد سے سستی، کاہلی، درماندگی وعاجزی وغیرہ صفتیں پیدا ہوتی تمام چیزوں سے دست برداری میں عافیت نظر آتی اور موقع ملنے پر ترک دنیا کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

مصالحت والی چار شکلوں کے خواص واثرات

انسانی وحیوانی بنیادوں کے امتزاج کے بعد مصالحت کی چار شکلوں کے خواص واثرات یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے حکمتوں، مصلحتوں اور اسرار ورموز دریافت کرنے کی اہلیت ہوتی اور ریسرچ وتحقیق کے اعلیٰ درجہ کے کام سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اس "شاکلہ" کے لوگ بھی اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن جو ہوتے ہیں وہ موقع ملنے پر اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں لیکن مصالحت کی وجہ سے قیادت وسرداری کی اہلیت میں کمی آجاتی اور معتقدین کا حلقہ بھی زیادہ نہیں ہوتا۔

(۲) ادنیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد سے تحقیق وتنقیدی امور کے بجائے تقلیدی امور کی طرف زیادہ رغبت ہوتی اور گہرائی کے بجائے ظواہر پر قناعت ہوتی ہے۔ مصالحت کی وجہ سے حیوانی بنیاد کی کارکردگی متاثر ہوتی اور کوئی نمایاں کام نہیں انجام دے پاتی۔

(۳) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد۔

(۴) ادنیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد:

مصالحت کی یہ دونوں شکلیں حد درجہ کمزور ہوتی ہیں۔ چوتھی شکل میں انسانی بنیاد ادنی ہونے کی وجہ سے کوئی موثر کردار نہیں ادا کر سکتی۔ لیکن تیسری شکل میں اعلیٰ ہونے کے باوجود مصالحت کی وجہ سے اپنی اصلی کارکردگی کھو دیتی ہے بس اس کی وجہ سے دعا و مناجات وغیرہ میں سرور و انبساط کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے[۱]۔

ان خواص و اثرات پر نظام عالم موقوف ہے

مذکورہ شکلوں کے خواص و اثرات سے ظاہر ہے کہ نظام عالم کو چلانے کے لئے انسانی بنیاد کے ساتھ حیوانی بنیاد اور حیوانی کے ساتھ انسانی بنیاد کی کس قدر ضرورت ہے؟ نیز ان کے امتزاج سے جو عجیب و غریب صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو نظام عالم کی ترقی کس حد تک متاثر ہو؟

دراصل ان خواص و اثرات ہی کی بدولت انسان اس بار امانت (عہدۂ تکلیف یا امانت دینا) کے اٹھانے کا مستحق قرار پایا جس کو آسمان و زمین کی کوئی مخلوق نہ اٹھا سکی۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا[۲] — انسان نے اس کو اٹھا لیا بے شک وہ ظالم وجاہل تھا۔

ظلوم وجہول میں خواص و اثرات کی طرف اشارہ موجود ہے کیونکہ

فان الظلوم من لا یکون عادلا ومن شانہ ان یعدل والجھول من لا یکون عالما ومن شانہ ان یعلم[۳] — ظالم وہ ہے جو عادل نہ ہو لیکن اس میں عدل کی صلاحیت ہو۔ جاہل وہ ہے جو عالم نہ ہو لیکن اس میں علم کی صلاحیت ہو۔

---

[۱] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ اور الخیر الکثیر میں ان شکلوں پر نہایت نفیس بحث کی ہے۔ آسانی کی غرض سے اس کا انداز بدلا گیا اور اضافہ بھی کیا گیا۔

[۲] الاحزاب ع ۹ [۳] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب سر التکلیف

چونکہ ان خواص واثرات پر نظام عالم کا بقا وارتقا موقوف ہے۔ اس بنا پر ان کے بارے میں قدرت کا احساس حد درجہ نازک ہے۔ کسی کو کسی عمل کے ذریعہ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا اختیار نہیں دیا۔

اصلاح وتزکیہ کے لغوی مفہوم کا دائرہ

اصلاح وتزکیہ کے لغوی مفہوم (نشوونما دینا) کا دائرہ ان کو صیقل کرنے ان میں نکھار پیدا کرنے ان کی توانائی برقرار رکھنے اور ہر ایک کی مناسبت سے عدل وتوازن قائم رکھنے تک محدود ہے۔ اس کے ذریعہ ان کی جڑیں تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ قدرت کی طرف سے ایسی کسی کوشش کی اجازت ہے۔ "سونا" کان سے نکل کر جس خام حالت میں ہوتا ہے تقریبًا وہی حالت شاکلہ کے خواص واثرات کی ہوتی ہے۔ پھر سونا کو موجودہ شکل میں لانے کے لئے جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اصلاح وتزکیہ کے ذریعہ تقریبًا انہیں مراحل سے بتدریج گذارا جاتا ہے جس کے لئے قدرتی واختیاری دونوں قسم کے پروگرام ہیں جو اس وقت ہمارے موضوع بحث سے خارج ہیں۔

اصلاح وتزکیہ کے اصلاحی مفہوم کا دائرہ اور اس کی ضرورت

موضوع بحث اصلاح وتزکیہ کا اصطلاحی مفہوم ہے جس کا تعلق نفسیاتی بنیادوں کے صرف ایک جزو نیکی وبدی سے ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ انسانی اور حیوانی بنیادیں آپس میں ملنے کے بعد نہایت پرپیچ بن جاتی اور مختلف قسم کی بے شمار قوتوں واستعدادوں کا سرچشمہ بنتی ہیں [illegible] کی آمیزش سے لاتعداد قسم کے باریک "تار" پیدا ہوتے جن میں مختلف قسم کی قوتیں اور استعدادیں پیوست ہوتی ہیں انہیں میں نیکی وبدی کے "تار" بھی ملے جلے ہوتے ہیں جن کا اصلاح وتزکیہ کے پروگرام سے ربط وتعلق قائم کیا جاتا اور اس کے ذریعہ نیکی کے "تار" کو ابھارا اور بدی کے تار کو دبایا جاتا ہے، تاکہ زندگی کے حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ سے ان تاروں اور ان کی کارگزاریوں کا اتصال برقرار رہے اور انسان صحیح معنوں میں اللہ کا نائب بن کر زندگی کے فرائض انجام دینے کے قابل بن سکے۔

داخلی و خارجی چند رکاوٹیں ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے ان تاروں کا اتصال برقرار نہیں رہتا یا حد درجہ کمزور ہو جاتا ہے جن کو بحال کرنے کے لئے اصلاح و تزکیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً

نیکی و بدی کے تار کو غذار و قوت کا فطری انتظام

(۱) بدی کے تار کا تعلق اجزائے ترکیبی کے خواص سے ہے جن کو غذا اور قوت پہونچانے کے لئے ہر شخص ہر وقت مجبور ہے کہ اس کے بغیر زندگی کے قائم و باقی رکھنے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ ان اجزار کے واسطے سے ہر وقت بدی کے تار کو غذار و قوت پہونچتی رہتی اور اس میں ابھار پیدا ہوتا رہتا ہے جس سے انسانی مادّی خواہشات کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتا اور دنیا کی طلب میں مستغرق رہتا ہے۔ نیکی کے تار کو غذار و قوت پہونچانے اور اس میں اُبھار پیدا کرنے کے لئے اجزار ترکیبی کی طرح کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ بلاشبہ قدرت کی طرف سے نیکی کے تار کے لئے قدرتی انتظام ہے جس کی بدولت ان لوگوں میں بھی کچھ نیکیاں پائی جاتی ہیں جو اصلاح و تزکیہ کے اختیاری پروگرام پر عمل نہیں کرتے لیکن "کان" سے نکلے ہوئے "موتی" کی طرح اول تو یہ نیکیاں "آمیزش" سے پاک و صاف نہیں ہوتی ہیں پھر ان کے ذریعہ حقیقی سرچشمہ سے وہ اتصال نہیں قائم ہوتا جو نیکیوں کا مطلوب و مقصود ہے .... چنانچہ اکثر و بیشتر انھیں نیکیوں کا صدور ہوتا ہے جن کا تعلق مادّی منفعت سے ہے۔ مثلاً کاروبار میں دیانت، معاملات میں صفائی، جفاکشی، فرض شناسی حب الوطنی، قومی مقاصد کی خاطر قربانی وغیرہ، لیکن جن نیکیوں میں مادی منفعت نہیں نظر آتی اور خالص انسانیت کی رعنائی ہوتی ہے۔ ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ مثلاً اللہ سے ربط و تعلق کی شکلیں، عفت و عصمت، شرم و حیاء، ادب و شفقت، کنبہ پروری، وسیع الظرفی، خلوص اور دل کی پاکی وغیرہ۔ ایسی حالت میں اگر اصلاح و تزکیہ کا اختیاری پروگرام نہ ہو تو نفسی زندگی کی طلب و رسد میں توازن نہ برقرار رہے گا اور انسانی اوصاف و خصائص کا کوئی معیار نہ باقی رہے گا پھر زندگی خود زندگی سے فرار اختیار کرے گی اور انسانیت حیوانیت

کی نقیب بن کر زندہ رہے گی۔

نیکی وبدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ غذاء و قوت | (۲) نیکی وبدی کے تار کو وراثت کے ذریعہ بھی غذاء و قوت پہونچتی ہے جس کا اثر اوصاف وخصائص میں ظاہر ہوتا اور اصلاح وتزکیہ کی ضرورت ہوتی ہے یعنی جس طرح انسان ظاہری شکل وصورت میں والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ کسی نہ کسی حد تک مشابہ ہوتا ہے اسی طرح نفسی ساخت (شاکلہ) میں بھی کسی نہ کسی درجہ میں بہت مشابہ ہوتی ہے جیسا کہ درج ذیل آیتوں اور حدیثوں سے وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ[1] — پھر اللہ نے نچوڑے ہوئے بے قدر پانی (نطفہ) سے اس کی اولاد بنائی

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بد دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا[2] — اے میرے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑیئے اگر آپ ان کو چھوڑیں گے تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے کافر و فاجر ہی اولاد پیدا ہوگی۔

بہت سی آیتوں میں یہود ونصاریٰ کے آباء واجداد کا ذکر کرکے ان کی اولاد کی موجودہ روش پر استدلال کیا گیا ہے جن سے اوصاف وخصائص کی تعمیر میں وراثت کا ثبوت ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیتوں سے معنویت حاصل کرکے مختلف حدیثوں میں وراثت کا ذکر کیا ہے مثلاً آپ سے سوال کیا گیا

اتحتلم المرءة — کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے

---

[1] السجدہ ع ۲ [2] نوح ع ۲

آپ نے فرمایا:

فبم یشبہ الولد[1] — پھر کس بناء پر اولاد اس کے مشابہ ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

الا ان بنی آدم خلقوا علی طبقات شتی فمنھم من یولد مومنا ویحیی مومنا ویموت مومنا ومنھم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت کافراً[2]

یاد رکھو انسان مختلف طبقوں پر پیدا کئے گئے بعض مومن پیدا ہوئے مومن زندہ رہے اور مومن مرے بعض کافر پیدا ہوئے کافر زندہ رہے کافر مرے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

الود یتوارث[3] — محبت میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

دونوں تاروں کو ماحول کے ذریعہ غذاء و قوت	(۳) نیکی و بدی کے تار کو ماحول کے ذریعہ ہی غذا و قوت پہونچتی ہے جس کا اثر اعمال و اخلاق میں ظاہر ہوتا اور اصلاح و تزکیہ کی ضرورت

ہوتی ہے۔

ماحول کی دو قسمیں ہیں (۱) مادی ماحول اور (۲) اجتماعی ماحول۔ مادی ماحول میں زندگی کی تمام ضرورتیں اور تفریحات داخل ہیں مثلاً زمین، فضاء، آب و ہوا، دریا، نہر، مکان، باغ وغیرہ۔ اجتماعی ماحول میں تمام وہ چیزیں داخل ہیں جو مذہب و تمدن سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً مدرسہ، تعلیم، اخلاق، افکار، معتقدات، ادب، فن، پیشہ وغیرہ

قرآن حکیم سے مادی ماحول کا ثبوت

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ — جو پاکیزہ شہر ہے رب کے حکم سے وہاں سبزہ نکلتا

---

[1] بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء [2] ترمذی و مشکوۃ باب الامر بالمعروف

[3] بخاری ۔ الادب المفرد باب الود یتوارث

وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا[1] — ہے اور جو گندہ ہے اس سے ناقص ہی نکلتا ہے۔

اجتماعی ماحول کا ثبوت

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّھْلِكَ قَرْیَۃً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا فَفَسَقُوْا فِیْھَا فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا[2] — جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوشحال و بااثر لوگوں کو حکم (تکوینی) دیتے پس وہ نافرمانی میں سرگرم ہو جاتے ہیں جس سے عذاب کا قانون ان پر ثابت ہو جاتا پھر ہم ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیتوں سے معنویت حاصل کر کے فرمایا:

من سکن البادیۃ جفا[3] — جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی اس میں سختی آگئی

ایک اور حدیث میں ہے:

ومنھم من یولد مومنا ویحیی مومنا ویموت کافرا ومنھم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت مومنا[4] — بعض مومن پیدا ہوئے مومن زندہ رہے اور کافر مرے۔ بعض کافر پیدا ہوئے کافر زندہ رہے اور مومن مرے۔

انسان میں دو قسم کے اوصاف وخصائص | حاصل یہ کہ انسان میں دو قسم کے اوصاف وخصائص پائے جاتے ہیں:

(۱) جبلی اور

(۲) غیر جبلی

---

[1] الاعراف ع ۷ [2] بنی اسرائیل ع ۲

[3] ابوداؤد ج ۲ کتاب الضحایا باب فی اتباع الصید و ترمذی کتاب الفتن

[4] ترمذی و مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف

جبلی وہ ہیں جن کا تعلق نفسیاتی بنیادوں کے خواص سے ہے یہ انسان کی سرشت اور خمیر میں داخل ہیں اور ان میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اصلاح وتزکیہ کے ذریعہ ان کے استعمال کا رخ پھیرا جاتا اور ان کے مضر اثرات کو دور کیا جاتا ہے۔ ان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

غیر جبلی وہ ہیں جن کا تعلق نیکی وبدی کے تاروں کو غذا وقوت پہونچانے سے ہے۔ جس قسم کی اور جتنی غذا وقوت پہونچے گی اسی کے لحاظ سے ان کا صدور ہوگا۔ یہ بڑی حد تک انسان کے اختیار میں ہیں۔ اصلاح وتزکیہ کے ذریعہ ان میں تبدیلی کی جاتی اور برائیوں کی جگہ اچھائیوں کی عادت ڈالی جاتی ہے اور بہت سے ایسے طریقوں کی مشق کرائی جاتی ہے کہ جن سے مستقل طور پر نیکی کے تار میں ابھار اور بدی کے تار میں دباؤ ہوتا رہتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اصلاح وتزکیہ کا جو پروگرام اس وقت زیر بحث ہے اس کے ذریعہ نفسیاتی بنیادوں کی دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ان میں نکھار اور بانکپن پیدا ہوتا ہے کیونکہ قدرتی انتظام کے مطابق کسی قوت اور تار کو بھی اس انداز میں ابھارنے اور دبانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ دوسری قوتوں اور تاروں کی مطلوبہ کارکردگی متاثر ہو۔ ورنہ نظام عالم میں خلل واقع ہوگا اور قدرت کے منشار کی تکمیل نہ ہوسکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس پروگرام میں تمام ان طریقوں کی سختی کے ساتھ ممانعت ہے جس میں دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی پر اثر پڑے مثلاً کسی عضو کو کاٹ دینا، شل کر دینا اور ایسی ناقابل برداشت تکلیف پہونچانا اور اٹھانا کہ جس سے کوئی قوت یا عضو بیکار ہو جائے یا غذا وقوت میں ایسی کمی کہ اس قوت کی دوسری کارکردگی میں فرق آئے کیونکہ بدی کے تار کا تعلق جس قوت سے ہے اس سے نکلنے والے بہت سے تار ہیں جن کے سپرد دوسرے بہت سے کام ہیں اور غذا وقوت میں کمی سے وہ لازمی طور پر متاثر ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی میں فرق آتا ہے

نیکی و بدی کا دائرہ

پھر نیکی و بدی کا دائرہ بھی زندگی کے کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں سے ہے چنانچہ اس پروگرام میں نیکی و بدی سے متعلق جس قدر تصریحات و اشارات ہیں ان کے لحاظ سے درج ذیل قسم کے کام نیکی میں شمار ہوں گے۔

(۱) ہر وہ کام جو اللہ سے تعلق پیدا کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔
(۲) ہر وہ جس سے نیکی کے تار کو غذا و قوت پہونچے۔
(۳) ہر وہ جو زندگی میں اطاعت و انقیاد کی حالت پیدا کرے۔
(۴) ہر وہ جس سے مدنیت کو فروغ ہو اور نظم و انتظام برقرار رہے۔
(۵) ہر وہ جس کی دنیا یا آخرت میں اس کی جزا ملے۔

نیکی کے مقابل بدی ہے اس میں یہ کام شامل ہوں گے:

(۱) ہر وہ کام جس کے ذریعہ شیطان سے تعلق پیدا ہو اور اس کی رضا حاصل کی جائے۔
(۲) ہر وہ جس سے بدی کے تار کو غذا اور قوت پہونچے
(۳) ہر وہ جو زندگی میں مخالفت و سرکشی کی حالت پیدا کرے
(۴) ہر وہ جس سے مدنی زندگی میں خلل واقع ہو اور مدنیت پائمال ہو۔
(۵) ہر وہ جس سے دنیا یا آخرت میں اس کی سزا ملے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ نیکی میں بہت سے وہ کام شامل ہیں جن کا تعلق دوسری قوتوں سے ہے اور بدی میں بہت سے وہ ہیں جن سے دوسری قوتیں متاثر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اصلاح و تزکیہ کے ذریعہ نیکی کے تار کو ابھارنے اور بدی کے تار کو دبانے سے دوسری قوتوں اور تاروں کی کارکردگی میں فرق پڑنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس سے وہ قوتیں اور تار نمو و بالیدگی حاصل کریں گے اور لازمی طور سے ان کی کارکردگی میں نکھار و بانکپن پیدا ہوگا۔

(باقی)